4

انسانیت کی عظیم ترین آفت

خواہش نفس پر قابو کا مجرب نسخہ

ابو عبداللہ

(۴)

انسانیت کی عظیم ترین آفت

(خواہشِ نفس کے پھندے سے آزادی کا نسخہ)

ابو عبداللہ

(جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں)

نام کتاب: انسانیت کی عظیم ترین آفت (خواہشات کے پھندے سے آزادی کا نسخہ)

تالیف: ابوعبداللہ

اشاعت اول: 2023ء (1444ھ)

....

قرآن وسنت کو من وعن بیان کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے لیکن انسان کی کاوش خطا سے پاک نہیں۔اسلئے کہیں بھی کوئی بات قرآن وسنت سے عدم مطابقت پر نظر آئے تو ہمیں مطلع کریں، اگر واقعتاً ایسا ہی ہوا تو انشاءاللہ فوراً رجوع کریں گے۔اللہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔(آمین)

نوٹ: چونکہ اس مسودہ کی پروف ریڈنگ ابھی پوری طرح سے نہیں ہو سکی لہٰذا الفاظی غلطیوں کیلئے پیشگی معذرت۔

فہرست

☆ فرشتوں سے آگے....................4

☆ ہماری حقیقت/ جسم،نفس اور روح....................5

☆ اقسامِ قلب....................12

☆ مرغوباتِ نفس....................15

☆ شدید ترین جذبہ....................17

☆ کامیابی کی راہ....................18

☆ شہواتِ حرص وہوس کے پھندے سے آزادی؟....................21

☆ سب سے موثر ہتھیار....................21

☆ دیگر نسخے....................29

☆ خواہشِ ناتمام....................36

انتساب!

والدِ محترم محمد انور صاحب کے نام جنہوں نے صبر و قناعت پر زندگی بسر کی اور جن کے رزقِ حلال سے پرورش و کفالت اور تربیت کے سبب میں اس تحریر سمیت دیگر بہت سی تحاریر مرتب کرنے کے قابل ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلاة و السلام على سيدالانبياء
و المرسلين و على آله و صحبه اجمعين اما بعد!

انسان کے امتحان اور اسکی پرکھ کیلئے خالق نے دنیا کو مزین کیا ہے، انسان کے من میں دنیوی 'اغراض وشھوات' کا بڑا شدید جذبہ رکھا ہے تا کہ دیکھا جائے کہ کون خواہشات نفس پر قابو پاتے ہوئے، انہیں خالق کی ہدایات کے تابع کرتا اور کون 'مرغوبات نفس' کا اسیر بن کر اپنے پیدا کرنے والے کو بھول کر 'حرص و لالچ' کا شکار ہوتا ہے۔ 'مرغوبات نفس' انسان کو بے حد محبوب ہیں، عام طور پر انسان کی زندگی مرغوباتِ نفس کی اسیری میں ہی گزرتی ہے۔ غرض کو ہی انسان اپنی سب سے بڑی متاع سمجھتا ہے۔ اسی کیلئے جیتا ہے اور اسی کیلئے مرتا ہے۔!

<u>مادی وحیوانی وجود کی پتنگ:</u> 'خواہش نفس' ہی وہ شدید جذبہ ہے جس ڈور سے مادی وجود کی پتنگ بندھی ہوئی ہے۔ یہی وہ پھندا ہے جس سے انسانیت بندھی ہوئی ہے۔ اس میں بڑا زور ہے، اکثریت اسی کے ہاتھوں مجبور ہو کر ذلیل ہو رہی۔ اسی کی بنیاد پر ابلیس اپنا شکار کرتا ہے۔ لہٰذا دنیا و آخرت کی نجات کیلئے ''خواہش نفس'' کی حقیقت کو پہلی فرصت میں سمجھنا انتہائی ضروری ہے، جو کہ اس تحریر کا بنیادی مقصد۔

فرشتوں سے آگے

فرشتوں میں چونکہ شہوات نہیں، بلکہ صرف اور صرف خالق کی فرمانبرداری وعبادت ہے۔ لہٰذا جو انسان شہواتِ رذیلہ پر مکمل قابو پالے، اور جائز خواہشات کو ضروریات تک محدود کر کے خالق کا مطیع و فرمانبردار ہو جائے، ایسا خوش نصیب شہوات کے پھندے سے آزادی پا کر، فرشتوں سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔ ایسے خوش نصیب پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، سکون قلب کی بہاریں نصیب ہوتی

ہیں،قناعت کی دولت، عبادت کی لذت نصیب ہوتی ہے۔مادی وجود کے تقاضوں کو قابو کرنے سے ،روحانی وجود کی آبیاری ہوتی ہے............ لیکن اس مقام کو پانا کوئی آسان کام نہیں۔اسکے لئے عظیم قربانی، انتہائی محنت اور بے حد صبر کی ضروروت ہے۔اس ضمن میں پہلا قدم تو یہی ہے کہ نفس وروح کی حقیقت سمیت اس عنوان کے تمام ضروری پہلوؤں کو جانا جائے،تاکہ مقصود کو پانے کی راہ ہموار ہوسکے۔

ہماری حقیقت / جسم،نفس اور روح

بات کو آگے بڑھانے سے پہلے ہمیں اپنی حقیقت سمجھنی ہے کہ ہم ہیں کیا ؟ چھوٹے مقصد حیات(Lessor Meaning of Life) کی بجائے زندگی بڑے مقصد حیات(Greator Mening of Life) کے تحت گزارنے کیلئے اپنی حقیقت سے آگاہی ضروری ہے کہ ہم کون ہیں؟ہماری حقیقت کیا ہے؟ ہم کیا ہیں؟ نفس کیا ہے اور روح کیا ہے؟

ہمارا وجود تین حصوں پر مشتمل ہے۔(۱)۔جسم (یعنی مادی قالب)،(۲)۔نفس اور (۳)۔روح۔ بعض اہل علم نے جسم اور نفس کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے اور بعض نے الگ الگ۔لیکن روح کے حوالے سے سبھی متفق ہیں کہ یہ ایک الگ(Indepedent) حقیقت ہے۔اس ضمن میں ہم انشاء اللہ حقیقت واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

(۱)۔ جسم (یعنی مادی وجود): مختلف اعضا پر مبنی یہ گوشت پوست کا ایک مادی قالب ہے۔یہ حیوانی وجود ہے جسے اپنی بقا کیلئے خوراک اور افزائش نسل(Reproduction) کی ضرورت ہے۔اس کی ساری رغبت کھانے پینے اور نسل بڑھانے کے ساتھ ہے۔تمام جانداروں میں سے انسان کا وجود سب سے احسن اور اعلیٰ تخلیق ہے۔مادی قالب میں موجود دل، دماغ اور حواسِ خمسہ پر مشتمل اعضاء یعنی کان، ناک، آنکھیں اور ذائقہ کے اعضا زبان، جلد وغیرہ نفس وروح کیلئے منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔حواس خمسہ ،قلب وذہن اور روح کے بغیر جسم محض ایک بے جان لاش ہے۔ حواسِ خمسہ سے: دیکھنے، سننے، چکھنے محسوس کرنے اور سونگھنے جبکہ دل ودماغ سے قلب وذہن جیسی غیر

مادی حس جنم لیتی ہے جونفس وروح کیلئے اہم کردارادا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

(۲)۔ نفس: یہ غیر مادی یعنی غیر مرئی (Invisible) چیز ہے۔نفس وہ لطیف حِس ہے جو قلب وذہن اور حواسِ خمسہ سے متعلق ہے۔یعنی نفس تین اجزا (i) مادی جسم،(ii) حواسِ خمسہ یعنی (دیکھنا،سننا، چکھنا، چھونا اور سونگھنا) اور (iii) ذہن پر مشتمل ہے۔ان تین اجزا کے مجموعے کا نام ''نفس'' ہے۔مادی جسم کے حوالے سے تو کچھ ضروری معلومات آپ نے جان لی ہیں۔اب ہم حواس خمسہ، ذہن اور انکے باہمی ربط کو سمجھیں گے۔

حواسِ خمسہ اور ذہن: حواسِ خمسہ درحقیقت وہ انمول سینسرز (Sensors) ہیں جن میں دیکھنے، سننے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے کی صلاحیت رکھی گئی ہے۔یہ سینسرز: دیکھنے، سننے، چکھنے، سونگھنے اور چھونے کے مخصوص آلات (آنکھ۔کان، زبان، ناک اور جلد واعصاب یعنی گوشت پوست وغیرہ) کے ذریعے بیرونی (یعنی خارجی) دنیا سے معلومات اکٹھی کر کے دماغ کو پہنچاتے ہیں۔تمام قسم کے احساسات: یعنی اچھا، بُرا، میٹھا، کڑوا، مزا، سکون، چین، بے چینی، تکلیف، درد.....) دماغ (ذہن) میں محسوس کئے جاتے ہیں۔دماغ نہ ہو تو چین یا بے چینی..... کسی چیز کا کوئی بھی احساس نہ ہوسکے۔دماغ (Brain) تو ایک گوشت پوست کا انتہائی انمول مادی قالب (Hardware) ہے، جس میں انتہائی پیچیدہ عوامل (Functions) پر مبنی بہت سے عضو موجود ہیں۔یہ پورے بدن پر حکمران ہے۔بدن کے تمام اعضا کو کنٹرول کرتا ہے۔یہ ڈیٹا سنٹر (Hard Disk) بھی ہے، عوامل کو چلانے والا (Processor) بھی ہے اور تجزیہ کار (Analyst) بھی۔یہ ایک سمندر ہے جس میں موجود صلاحیتوں کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ذہن غیر مادی چیز ہے جو دماغ کا حاصل یعنی (Out put) ہے۔اور یہ حاصل ذہانت وفطانت، عقل وبصیرت، دانائی .... کی شکل میں ہے۔یعنی ذہن، کمپیوٹر میں چلنے والے سافٹ ویئر (Software) کی مثل ہے۔عقل ودانش کیا ہے؟ حواس خمسہ کے ذریعے جو بھی ہمیں علم (Knowledge/Information) حاصل ہوتا ہے اس علم کا استعمال عقل کے ذریعے ہوتا

ہے۔عقل ودانش وہ نور ہے جو تعلیمات وحی سمیت دیگر علوم کے فہم کا ذریعہ ہے۔خالق نے جن وانس کو عقل وبصیرت کی بنا پر دیگر مخلوقات سے ممتاز کیا ہے۔یہی نور انسان کو تعصب وتنگ نظری سے بچا کر سچائی پر لانے کا باعث بنتا ہے۔جو لوگ اللہ کی دی ہوئی اس عظیم نعمت کے استعمال سے نظریں چرا لیتے ہیں وہ جہالت ودرندگی کا شکار ہو کر معاشرے کیلئے ناسور بن جاتے ہیں۔قرآن حکیم نے جگہ جگہ جہالت کی بجائے عقل وبصیرت پر زور دیا ہے اور(اولو الالباب)یعنی اہل عقل کیلئے فلاح کی نویدیں سنائی ہیں۔کھرے کھوٹے، حق و باطل کی پہچان کیلئے عقل وفہم سمیت دیگر حواس (سماعت وبصارت) کو استعمال کرنا ناگزیر ہے۔دل ودماغ سمیت سماعت وبصارت کے استعمال کو بند کر لینے کا نتیجہ تباہی کے سوا کچھ نہیں۔جو اللہ کی عطا کردہ عظیم دولت (قلب، سماعت، بصارت) کو استعمال نہ کریں، انکی بابت پروردگار نے فرمایا:

﴿..... اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ o﴾

(الاعراف::179)

''......ایسے لوگ جانور ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے اور یہ غافل ہیں۔''

پس معلوم ہوا کہ عقل ایک عظیم آلہ(Tool) ہے جو بھلائی کی طرف ڈائرکشن دیتا ہے۔لیکن یہ ضروری ہے کہ اسکی بنیاد پختہ علم پر ہو، ورنہ دھوکہ بھی لگ سکتا ہے۔

اب اگلا سوال یہ ہے کہ انسان کی سب سے بڑی مصیبت یعنی خواہشات کیسے جنم لیتی ہیں؟ تو اب اسے سمجھنا مشکل نہیں، یعنی یہی حواسِ خمسہ جسم اور ذہن سے مل کر خواہشات کو جنم دیتے ہیں۔پس معلوم ہوا کہ **نفس** سے مراد انسان کا باطن، اسکی سوچ، اسکی کیفیت اور اسکی حالت ہے۔اسی سے انسان کی فطرت بنتی ہے۔نفس اور شیطان باہم مل کر اپنا کام کرتے ہیں۔شیطان کی زمین نفس ہے، جسے وہ انسان کی بربادی کیلئے استعمال کرتا ہے۔چونکہ نفس کا تعلق خواہشات کے ساتھ ہے، اسلئے عموماً:شہوات، اخلاق رذیلہ، مکروفریب اور غیظ وغضب کا منبع ''نفس'' ہی بنتا ہے، مگر یہ کہ اسکا تزکیہ (یعنی اسکی اصلاح کر لی جائے، اسے پاکیزہ) کر لیا جائے۔

اسی لئے پروردگار نے سات قسمیں کھا کر (جو اکٹھی اتنی زیادہ قسمیں کھانے کا پورے قرآن میں واحد مقام ہے) انسان سے نفس کی اصلاح کا انتہائی زوردار تقاضا کیا ہے۔اس ضمن میں انسان کو انتہائی سخت انداز سے تنبیہ کردگئی ہے، کہ جو اپنے نفس کا تزکیہ کرنے میں ناکام ہوگیا، وہ ہلاک اور برباد ہوگیا، ارشاد ہوا:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا o﴾ (الشّمس:91:7-10)

''تحقیق فلاح پا گیا وہ جس نے اس نفس کو پاک کرلیا اور نامراد ہوگیا وہ جس نے اسکو آلودہ کیا۔''

تزکیہ کا مطلب ہے اپنی سوچ، اپنے نفس کی اصلاح وتربیت کرنا۔ باطن کو پاکیزہ کرنا، اسے پاک صاف کرنا، پسندیدہ چیزوں سے مرصع وآراستہ کرنا اور ناپسندیدہ وممنوع باتوں جیسے (شرک سمیت دیگر رذائل: دنیا پرستی، حرص ولالچ، بددیانتی، ظلم، حسد، غیبت، بے حیائی، تکبر....) سے بچانا۔تزکیہ کا مرکز ومحور ہمارا نفس اور قلب وذہن ہے۔جبکہ تزکیہ کا حاصل یعنی (Out put) اچھا کردار اور عمل یعنی ''تقویٰ'' ہے۔

اس ضمن میں مزید تفصیل کیلئے دیکھئے تحریر:

(خود سے خدا تک، محمد ناصر افتخار)

اب ہم روح کے متعلق کچھ اہم معلومات حاصل کرتے ہیں۔

(۳)۔روح

وح ہمارے جسم کی سب سے اہم حقیقت ہے۔نفس کی طرح یہ بھی ایک غیر مادی یعنی غیر مرعی (Invisible) اور انتہائی لطیف چیز ہے۔یہ عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔یعنی جسم کی طرح موت سے یہ فنا پذیر نہیں ہوگی، بلکہ اسکا وجود برقرار رہے گا۔اسکے بارے میں انسان کو زیادہ گہرا علم نہیں دیا گیا۔اس ضمن میں جو عمومی بات سمجھ آتی ہے وہ یہی ہے کہ ہمارا مادی جسم تو عالمِ خلق یعنی اسی دنیا سے بنا ہے، جبکہ روح عالمِ امر (اللہ کے حکم) سے آئی ہے، جیسا کہ ارشاد ہوا:

﴿وَ نَفَخۡتُ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ﴾ (الحجر:29:15)

''اور پھر میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی''

زندگی اور موت کا تعلق بھی روح کے ساتھ ہے۔جس طرح بجلی موجود ہو تو بجلی سے چلنے والے آلات (لائٹس، پنکھے....) چلتے ہیں،بجلی جانے سے یہ مردہ ہو جاتے ہیں۔اسی روح بھی برقی رَو کی مانند ہے۔اگر یہ بدن میں موجود ہے تو ہم زندہ ہیں،اگر نکل گئی تو بدن نفس سمیت دیگر تمام اعضا کے ہوتے ہوئے بھی مردہ ہو جاتا ہے۔

مزید یہ کہ نفس کا تعلق بدن اور شہوات کے ساتھ ہے جبکہ اسکے برعکس روح کا تعلق خالق کے ساتھ ہے۔اسی لئے نفس کے برعکس روح اخلاق حمیدہ (ایمان، تقویٰ وتطہیر، پاکیزگی، سچائی، دیانتداری،حیا......) کا منبع ہے۔جسم کی طرح روح کا بھی اپنا وجود ہے اور اسکے بھی تقاضے ہیں۔اس کو بھی غذا کی ضرورت ہے۔جسم کی غذا شہوات اور مادی اجزاء جبکہ روح کی غذا روحانی اجزاء یعنی اللہ کے حکم کی پاسداری،تقویٰ وتطہیر ہے۔

روح کا تعلق جسم اور شہوات کی بجائے انسان کے''قلب وذہن'' سے ہوتا ہے۔روح انسان کو آخرت کی طرف بلاتی ہے، جبکہ نفس دنیا کی طرف کھینچتا ہے۔نفس کی رغبت کھانے پینے اور شہوات پوری کرنے پر ہے،جبکہ روح کی رغبت اور اسکا سکون''تعلق باللہ'' کے ساتھ جڑا ہے۔روح کی بقا اور اسکے توانا رہنے کیلئے اسے اسکی مطلوبہ غذا(یادِ الٰہی اور تقویٰ وتطہیر) کا ملتے رہنا ناگزیر ہے۔بصورتِ دیگر یہ مغلوب ہو جائے گی،نفس بدن پر غالب آجائے گا اور انسان روح کے ذریعے ملنے والے عظیم خیر سے محروم ہو جائے گا۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ انسانی ذہن میں خیالات کیسے پیدا ہوتے ہیں۔

انسانی خیالات کا منبع: انسان کے قلب وذہن میں پیدا ہونے والے خیالات کا منبع: (ا)۔اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے،(۲)۔نفس،اور(۳)۔شیاطین، ہیں۔انہیں قوتوں کے زیر اثر انسان کی زندگی چلتی ہے۔انسان نے جو بھی کام کرنا ہو اسکا محرک اولین درجے میں خیالات ہی بنتے ہیں۔جس قسم کی

سوچ اور خیال پیدا ہوگا اسی قسم کا فعل انسان سے سرزد ہوگا۔انسان کی بہتری کیلئے ان خیالات کا اچھا ہونا بہت ضروری ہے۔

نفس کی حالتیں: نفسِ انسانی کی تخلیق اور تسویہ کے بعد اس میں نیکی اور بدی کی تمیز رکھ دی گئی ہے جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا o فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا o قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا o﴾ (الشّمس:91: آیت:7-10)

''اور قسم ہے نفس اور اسکے تسویے (تشکیل) کی۔پس اس کو الہام کر دیا اسکی بدی اور نیکی (کا شعور)۔تحقیق فلاح پا گیا وہ جس نے اس نفس کو پاک رکھا اور نامراد ہو گیا وہ جس نے اسکو آلودہ کیا۔''

نفسِ انسانی میں تین مختلف پہلو پائے جاتے ہیں۔ان تینوں پہلوؤں میں سے کون سا پہلو غالب اور کون سا مغلوب ہوگا،اس کا تعلق انسان کی سوچ اور اسکے فعل کے ساتھ ہے۔نفس کی درج ذیل تین حالتیں ہیں: (ا)۔نفس مطمئنہ، (۲)۔نفس لوامہ، اور (۳)۔نفس امارہ

(ا)۔نفس مطمئنہ: یہ تربیتِ نفس کا سب سے اونچا مقام ہے،جسکا انسان سے تقاضا کیا گیا ہے۔یہ وہ حالت ہے جس میں نفس کا توازن پوری طرح سے برقرار ہو جاتا ہے۔فطرت سلیمہ پوری طرح سے جاگ جاتی ہے۔من میں خالق کے احکامات کی مکمل پیروی کا شوق و جذبہ اُمڈ آتا ہے۔نیکیوں میں سبقت و محبت جبکہ برائیوں سے دوری اور نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔انسان کا ہر سانس اللہ کے ساتھ وابستگی کے ساتھ گزرنا شروع ہو جاتا ہے۔ایسے خوش نصیبوں کی بابت پروردگار نے یوں مژدہ سنایا:

﴿يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِىْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً o فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ o وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ o﴾ (الفجر:89: آیت:27-30)

''اے نفس مطمئنہ واپس لوٹ اپنے رب کی طرف،تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی،پس شامل ہو جا میرے خاص بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔''

اللہ ہمیں بھی ایسے خوش نصیبوں میں داخل فرمائے۔(آمین)

(۲)۔نفس لوّامہ: یہ نفس کی وہ حالت ہے جس میں اسکا توازن پوری طرح نہیں بگڑا۔نیکی اور بدی کا شعور بھرپور طور پر موجود ہے۔نیکیوں پر خوشی اور برائیوں (خواہ اپنی ہوں یا دوسروں کی) پر مَن پوری طرح ملامت کرتا ہے۔اس ملامت پر انسان اگر کان دھرتا رہے، اسکی بات مانتا رہے تو رفتہ رفتہ نفس مطمئنہ تک جا پہنچتا ہے۔نفس لوّامہ کا تذکرہ قرآن میں یوں کیا گیا:

﴿ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِo﴾ (القیامہ:75: آیت:2)

''میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی۔''

(۳)۔نفس امّارہ: وہ انسان جو نفس کی برائیوں پر ملامت کی پروانہ کرے۔شہوات کو پورا کرنا جس کا مقصد بن جائے، خواہشات کا رسیا بن جائے۔وہ خالق کے عطا کردہ نفس کے توازن کو کھو بیٹھتا ہے۔ایسا بدنصیب انسان اپنے نفس کو اپنی بے جا شہوات کے ہاتھوں مغلوب کر دیتا ہے۔توازن برقرار نہ رہنے سے اس حالت میں نیکی بدی کا شعور جاتا رہتا ہے۔فطرتِ سلیمہ مسخ ہو جاتی ہے۔ملامت کی آواز دب جاتی ہے۔اب نفس پوری قوت سے برائیوں پر آمادہ کرتا ہے اور ایسا بد نصیب شخص شہوات کے ہاتھوں مجبور ہو کر برائیاں کرتا جاتا ہے، الّا یہ کہ اللہ کسی کو زبردستی بچالے۔اس نفس کی بابت فرمایا گیا:

﴿وَ مَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌo﴾ (یوسف:12: آیت:53)

''اور نہیں بری الذمہ قرار دیتا میں نفس کو، یقیناً نفس تو حکم دیتا ہے برائی کا۔مگر یہ کہ کسی پر رحمت ہو جائے میرے رب کی۔بے شک میرا رب ہے بہت معاف فرمانے والا اور بہت رحم فرمانے والا۔''

نفس کی اصلاح کی تدبیر: نفس کو قابو میں رکھنا انتہائی مشکل کام ہے۔اسکے لئے زندگی بھر کاوش و محنت کی ضرورت ہے۔نفس کے تزکیے کی محنت شروع کر دی جائے تو یہ رفتہ رفتہ 'امارہ' سے 'لوامہ' برائی پر ملامت کرنے والا، پھر بالآخر قابو میں آ کر 'مطمئنہ' سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے برائی اور خسارے سے بچ کر رب کی رضا پر مطمئن ہو جانے والا بن جاتا ہے، جو کہ عظیم خوش نصیبی ہے۔نفس کی

اصلاح کیلئے یہ ضروری ہے کہ:
(۱)۔اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کیا جائے ،(۲)۔اخروی زندگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے خواہشات کو قابو کیا جائے۔(۳)۔فہم قرآن کے ساتھ شب وروز وابستہ رہا جائے ،(۴)۔اچھی صحبت کا اہتمام اور بری صحبت سے ہرممکن بچا جائے۔
اپنا محاسبہ ضرور کریں کہ آپ کا نفس کس حالت میں ہے؟ اور فوراً اسکی اصلاح کی فکر کریں۔
انسان کی اصل حقیقت انسان کی روح ہے ،جسکی غذا مادی مرغوبات نہیں بلکہ اللہ کی یاد ہے۔لیکن افسوس کہ اس دنیا میں انسان عام طور پر روح کے تقاضوں کو بھول کرمحض مادی وحیوانی اورنفسانی وجود کی فکر میں ہی شب وروز صرف کر دیتا ہے۔
نفس وروح کی بابت بنیادی آگاہی کے بعداب ہم انسان کے ''قلب'' کی مختلف حالتوں کے متعلق آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

اقسامِ قلب

جسم نے اُسی طرف جانا ہے جس طرف دل مائل ہوگا۔لہٰذا مراد کو پانے کیلئے دل کی پاکیزگی ، دل کی چمک ،اسے آلودگیوں ، ہوائے نفس سے بچانے کی بھرپور محنت کی ضرورت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

> ''سنو! جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔وہ درست ہوتو پورا جسم درست رہتا ہے،اور وہ فاسد ہوجائے تو پورا جسم فاسد ہوجاتا ہے۔سنو! وہ (ٹکڑا) دل ہے۔''

(بخاری،رقم:52:،مسلم،:599)
جہاں تک دل کا معاملہ ہے،تو قرآن مجید میں چار قسم کے قلوب کا تذکرہ ہے: (۱)۔قلب سلیم، (۲)۔قلب منیب، (۳)۔قلب بیمار،اور(۴)۔قلب مردہ
'قلب سلیم' ایسا دل ہے: جو سلامتی والا ہو، بے عیب ہو۔اللہ نے جس توحید پر پیدا کیا تھا موت تک اسی پر قائم رہا ہو۔کفر وشرک سے پاک ہو۔جو نفس وشہوات کی حرص ولالچ سے بچا ہوا ہو۔ جو معاشرتی

بگاڑ اور آلودگیوں سے پاک ہو۔ جس کی طبع سلیم مسخ نہ ہوئی ہو۔ بروز قیامت ایسے قلب والے خوش نصیب ہی مراد کو پہنچیں گے: ﴿اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ o﴾. (الشعرا:26: آیت:89)

''مگر وہ جو آیا (اس دن) اللہ کے پاس لے کر قلب سلیم۔''

اسکے برعکس کفر و شرک اور معاصی میں ڈوبا ہوا دل 'قلب سلیم' نہیں بلکہ 'قلب شکستہ' یعنی ٹوٹا ہوا دل ہے۔

'قلب منیب' ایسا دل ہے: جو اللہ اور آخرت کی طرف رجوع لانے والا ہو، آخرت کی طرف مائل ہونے والا، اخروی فکر والا، تقویٰ والا، اللہ اور آخرت کی طرف رغبت لانے والا ہو۔ اسکے برعکس جو اللہ اور آخرت سے غافل ہو وہ دل منیب نہیں۔ قلب منیب رکھنے والے خوش نصیبوں پر اللہ کے کیا انعام و اکرام ہوں گے، ملاحظہ کیجئے:

﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ o ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ o لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْد o﴾

''جو رحمٰن کا رکھتا ہو غائبانہ خوف اور لایا اللہ کے پاس قلب منیب۔ (تو اسے کہا جائے گا) داخل ہو جاؤ اس جنت میں سلامتی کے ساتھ، یہ دن ہے ہمیشہ رہنے کا۔ وہاں جو چاہیں گے انہیں ملے گا (بلکہ اس سے بھی بڑھ کر) ہمارے پاس مزید بہت کچھ ہوگا (یعنی جو وہ نہیں مانگ سکتا وہ بہت کچھ بھی ملے گا)۔'' (ق:50:33-35)

سبحان اللہ! اور کیا چاہئے.......! لیکن اسکے لئے 'قلب منیب' بنانے کی محنت کرنا ہوگی۔

'قلب مریض' ایسا دل ہے: جس کے اندر کفر اور ایمان کی روشنی دونوں موجود ہوں یعنی نفاق ہو۔ کبھی کفر کی طرف اور کبھی ایمان کی طرف مائل ہوتا ہو۔ جیسا کہ اہل نفاق کی بابت فرمایا گیا:

﴿فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾. ''انکے دلوں میں بیماری ہے....'' (البقرہ:2: آیت:10)

اگر نظریاتی نفاق کی بجائے صرف عملی نفاق ہو تو بہت امکان ہوتا ہے کہ اچھا ماحول ملنے اور تزکیے کی محنت سے ایسا دل ایمان کی طرف پلٹ کر قلب سلیم اور قلب منیب کی سعادت کو پالے۔ لیکن نظریاتی نفاق کی بیماری میں مبتلا بدنصیبوں کو ایمان کی توفیق شاذ و نادر ہی نصیب ہوتی ہے۔

'قلب مردہ' ایسا بدنصیب دل ہے: جس نے دانستہ طور پر ایمان کے نور کو مکمل طور پر جھٹلا دیا ہو، جس نے اللہ کی بجائے اپنے نفس کی پوجا کو اختیار کر لیا ہو۔ بار بار ایمان کی نعمت کو جھٹلانے کے باعث ایسے دل پر مہر ثبت ہو جاتی ہے، پھر ایسا دل کبھی بھی ایمان کی روشنی کو قبول نہیں کرتا:

﴿ اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ o خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ وَ عَلٰی سَمۡعِهِمۡ وَ عَلٰۤی اَبۡصَارِهِمۡ غِشَاوَةٌ وَّ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ o﴾ (البقرہ:2:5-6)

''یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کر لیا ہے، برابر ہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔ اللہ نے انکے دلوں اور انکے کانوں پر مہر کر دی ہے، اور انکی آنکھوں پر پردہ ہے، اور انکے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔''

﴿اِنَّمَا یَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ یَسۡمَعُوۡنَ وَ الۡمَوۡتٰی یَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَیۡهِ یُرۡجَعُوۡنَ﴾

(انعام: 36)

''بے شک بات تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو (بات کو) سنتے ہیں اور رہے مردے (یعنی حق کو جھٹلانے کے باعث جنکا دل مردہ ہو چکا ہے)، انہیں اٹھائے گا اللہ (قیامت کو ہی)، پھر سب اللہ ہی کی طرف لائے جائیں گے''

اللہ ہم سب کو ایسی بدنصیبی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین)

عملی نفاق کی وجہ سے دلِ بیمار (جو کہ اکثریت کا ہے) اسے قلب سلیم اور قلب منیب کیسے بنایا جا سکتا ہے..... ؟ اسکے لئے اسکے تزکیے (چمکانے) کی ضرورت ہے۔ یعنی اس پر چڑھی ہوئی گرد و غبار کو اتارنا، اسے پاکیزہ کرنا، اسکی صفائی کرنا، شہواتِ رذیلہ سے اسکی بازیابی کرنا............ اور یہ تزکیہ کیسے ہو.... ؟ ہوائے نفس کیسے قابو میں آئیں...... مرغوباتِ نفس کو لگام کیسے ڈلے....... ؟ یہ تحریر اسی کاوش کی ایک کڑی ہے۔ اول فرصت میں وقت نکال کر خود پڑھیں اور دوسروں تک پہنچا کر، اپنے ساتھیوں کا بھلا کر کے اپنی آخرت بنائیں۔ اللہ ہمیں اسکی بھرپور توفیق نصیب فرمائے۔ (آمین)

اس تمہیدی گفتگو کے بعد اب ہم انسانیت کی سب سے عظیم آفت یعنی خواہشاتِ نفس کے حوالے سے اہم حقائق کھولتے ہیں تا کہ مراد کو پانے کی راہ میں مذکورہ سب سے بڑی رکاوٹ سے چھٹکارہ کی راہ نکل سکے۔

یاد رکھیں!

زندگی کی بقا کیلئے بنیادی ضروریات کو تو ملحوظ رکھنا ہی ہے،لیکن بنیادی ضروریات کے علاوہ دیگر خواہشات کو پورا کرنے کا مقصد اگر تو محض ذاتی غرض وغایت اور تسکین ہو تو اس کا نتیجہ وقتی لذت اور اس وقتی لذت کے نتیجے میں : مشقت، اضطراب، بے چینی، پریشانی،غم...... کی صورت میں نکلتا ہے۔لیکن اگر مقصد ذاتی غرض و غایت کی بجائے اللہ کی رضا ، اخروی فلاح ،انسانی ہمدردی، خیر خواہی، معاشرتی فلاح .... ہو تو بچت ہی بچت، خیر ہی خیر، رحمت ہی رحمت اور عافیت ہی عافیت ہے۔اسلئے اگر سکون و عافیت چاہئے تو:

- بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کا مقصد بھی محض لذت کی بجائے اللہ کا حکم اور جسم کی ضرورت بنائیں۔
- دیگر شہوات کو ہر ممکن قابو کریں اور محض ذاتی اغراض سے باہر نکل کر دوسروں کے فائدے کا سوچیں۔

لہٰذا شہوات کے مزوں کی طرف بڑھیں بہت سوچ سمجھ کر......!

مرغوباتِ نفس

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے درج ذیل سات قسم کی شہوات انسان کیلئے مزین (خوشنما) کی ہیں، جو انسان کی کمزوری اور نفس کیلئے بہت مرغوب ہیں:

﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ

الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ اللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ o﴾ (آل عمران :14)

’’شہوات سے محبت انسان کے لئے مزین کردی گئی ہے، جیسے: (۱) عورتیں اور (۲) بیٹے اور (۳) سونے اور (۴) چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور (۵) نشان لگے ہوئے گھوڑے (موجودہ دور میں گاڑیاں) اور (۶) مویشی اور (۷) کھیتی ۔ (مگر) یہ سب دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے، اوراللہ کے پاس بڑا اچھا ٹھکانا ہے۔‘‘

ان چیزوں کوامتحان وآزمائش کیلئے مزین کیا گیاہے، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا o﴾

(الروم:30: آیت ۔7)

’’روئے زمین پر جو کچھ ہے اسے زمین کی زینت کا باعث بنایا، تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔‘‘

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جہنم کو شہوات نفسانی کے ساتھ ڈھانپ دیا گیا ہے اور جنت کو گراں گزرنے والے ناگوار کاموں سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔‘‘

(بخاری، الرقاق، رقم: 6487، مسلم)

پس ثابت ہوا کہ مرغوباتِ نفس جو دنیامیں انسان کی کمزوری ہیں ۔انہیں کے ذریعے انسان کی آزمائش کی جاتی ہے، کہ کون قانونِ خداوندی کے تحت انکا استعمال کرتے ہوئے شہوات نفس کو قابو کرتا اور کون نفس وشیطان کے نرغے میں آکر حرص ولالچ کی زد میں آتا ہے.......!

<u>قابل غور!</u> سورہ آل عمران، آیت: ۱۴ میں قابل غور بات یہ ہے کہ: دنیا کی تمام مرغوب چیزوں کو بیان کرنے کے بعد اصل حقیقت واضح کی گئی ہے کہ یہ چیزیں دنیوی زندگانی کی ’متاع‘ ہیں۔ متاع کہتے ہیں وہ چیز جو بہت ہی عارضی طور پر برتنے کیلئے دی جائے اور اسے جلد ہی واپس لے لیا جائے۔ دوسری بات یہ فرمائی گئی ہے کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت بہترین ٹھکانہ ہے۔ ان حقائق کو پیش نظر رکھنے والے ان شاءاللہ دنیوی جادو سے بچنے والے بن جائیں گے۔

شدید ترین جذبہ

مذکورہ مرغوباتِ نفس میں سے سب سے شدید ترین جذبہ جنسی شہوات کا ہے، جسکا ذکر سات مرغوبات میں سب سے پہلے کیا گیا۔اس جذبے کے بعد مال اور پھر مال سے ملنے والے دیگر مرغوبات ہیں۔دیگر تمام جذبات جنسی جذبہ سے نیچے ہیں۔مرد کیلئے عورت اور عورت کیلئے مرد شہوات نفس کیلئے سب سے بڑا بُت ہے۔مرغوبات نفس کیلئے شیطان کے پاس انسان کی ہلاکت کیلئے یہی سب سے بڑا ہتھیار ہے۔اس کی شدت اکثریت کو بہالے گئی ہے۔شیطان بھی جنسی جذبات اور مال کے حوالے سے نفس کو پھسلاتا ہے:

﴿ اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَ یَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ﴾.(البقرہ:2 :268)

''شیطان تمھیں دھمکاتا ہے غربت کے ڈراور حکم دیتا ہے بے حیائی کے ارتکاب کا''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں نے اپنے پیچھے، مردوں کیلئے عورتوں سے زیادہ ضرررساں فتنہ نہیں چھوڑا۔''

(بخاری کتاب النکاح، رقم:5096)

مزید فرمایا:

''یقیناً دنیا میٹھا سبزہ ہے اور یقیناً اللہ تمھیں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہے تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔دنیا سے بچو اور عورتوں (کے فتنہ) سے بچو، بے شک بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں سے پیدا ہوا۔''(مسلم:رقم:2742)

اس شدید ترین جذبہ کو قابو کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اسکا حل آگے بیان کیا جائے گا۔اس کی شدت اکثریت کو بہالے گئی ہے۔اس زوردار جادو سے بچنے کیلئے اسی قدر عزم وہمت اور خالق کی نازل کردہ ہدایات کو مضبوطی سے تھامنے کی ضرورت ہے۔

<u>دیگر مرغوبات</u>: مذکورہ آیت کریمہ میں جنسی شہوات کے بعد دیگر مرغوبات میں مال، اولاد اور مال سے دستیاب آنے والی اشیاء: سونا چاندی، بنگلے، گاڑیاں، حکومت، جاہ ومنصب اور ثمرات.....وغیرہ

ہیں۔انسان کی تمنائیں انسان کو زندگی بھر حرص و ہوس کا شکار کرتی رہتی ہیں۔تمناؤں کی حرص موت تک مقصد حیات سے غافل اور عارضی زندگی میں مگن کیئے رکھتی ہے:

﴿وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ﴾. (الحدید:14)

''اور فریب دیتی رہیں تمھیں تمنائیں (آرزوئیں) یہاں تک کہ آ گیا فیصلہ اللہ کا''

پیارے رسول ﷺ نے فرمایا:

''دو بھوکے بھیڑیئے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑا جائے تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے ،جتنی آدمی کے مال وجاہ کی حرص اسکے دین کیلئے نقصان دہ ہے۔''

(مشکوٰۃ،کتاب الرقاق:5181،ترمذی:2376)

''بوڑھے شخص کا دل دو چیزوں کے بارے میں جوان ہی رہتا ہے، دنیا کی محبت اور لمبی خواہشات کے بارے میں۔'' (بخاری،الرقاق،رقم:642:مسلم)

سبحان اللہ! کیا ہی کہنے ان خوش نصیبوں کے جو دین کی برکت، آخرت کے تصور سے،صبر وقناعت کی بدولت، جوانی میں ہی مرغوبات نفس کو لگام ڈال لیتے ہیں۔

انسان کی حرصِ مال کی شدت یوں بیان فرمائی گئی:

''اگر انسان کیلئے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری تلاش کرتا ہے،(ایسے) انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔'' (بخاری،الرقاق،رقم:6436:مسلم)

کامیابی کی راہ؟

شہواتِ نفسانی کے حوالے سے بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: کیا خواہش کو دبا دینے، ختم کر دینے میں عافیت ہے یا اسکی تکمیل میں...؟ اسکے جواب تک پہنچنے سے پہلے نفسِ انسانی کے تقاضے کن کن شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں، ان سے آگاہی ضروری ہے۔

نفس کے تقاضے: جب تک سانس جاری ہے، ہر سانس کے ساتھ درج ذیل اغراض وشہوات کے

زبردست تقاضے ہمہ تن پیدا ہوتے رہتے ہیں:

(۱)۔بنیادی ضروریات (۲)۔ضروریات (۳)۔زیب وزینت (۴)۔عیش وعشرت

<u>عافیت کی راہ:</u> انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسکی عافیت، کامیابی اور آزادی ان چاروں شکلوں کو کما حقہ پورا کرنے میں ہے، جو کہ نرا دھوکا ہے، جبکہ حقیقی عافیت:

☆ 'بنیادی ضروریات' کو پورا کرنے اور 'ضروریات' کو محدود کرنے میں ہے۔ جونہی انسان 'ضروریات' کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے، خواہشات کے نت نئے تقاضے اسے جکڑنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔

☆ 'زیب وزینت' میں اسراف وتبذیر سے بچنا اور میانہ روی اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے۔ حد سے تجاوز: عیش وعشرت اور سرکشی کی راہیں کھول دیتا ہے۔

☆ اس ضمن میں عافیت کیلئے سب سے اہم چیز ''حرص ولالچ'' سے بچنا ہے۔ جو خوش نصیب نفس سے اٹھنے والی ان گنت شہوات کو روٹی کا ٹکڑا ڈال کر ان سے الگ ہو جاتا ہے، وہ کسی اور مقام پر ہوتا ہے۔

<u>بنیادی اصول:</u> دنیا وآخرت کی نجات کیلئے بنیادی اصول ذہن نشین رہے:

(۱)۔جائز وحلال تک محدود رہنا، (۲)۔اسراف وتبذیر سے بچنا، اور (۳)۔حرص ولالچ سے بچتے ہوئے اپنی اپنی حیثیت میں میانہ روی کی راہ کو اپنانا ناگزیر ہے۔

<u>یاد رکھیں!</u> آزادی اور اندر کا سکون خواہشات کے بے ہنگم پھیلاؤ اور تکمیل میں نہیں، بلکہ انہیں قابو کرنے میں ہے۔ ایک آرزو کا تعاقب کئی دوسری آرزوؤں سے متعارف کرواتا ہے، جو سلسلہ درسلسلہ زنجیروں کی شکل اختیار کرتا چلا جاتا ہے۔ انسان انھیں آرزوؤں میں جکڑتا چلا جاتا ہے، اور سارا وقت (قیمتی سرمایہ) خواہشات کی نظر ہونے سے انسان مقصد حیات سے ہٹ جاتا ہے اور اگر اچھائی برائی کی تمیز نہ کی جائے، تو دل زنگ آلود ہو کر منزل کھوٹی کر دیتا ہے:

﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۝﴾. (المطففین:14)

''ہرگز نہیں، بلکہ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ لگ چکا ہے''

بے جا شھوات کی تکمیل اور حرص و لالچ سے حیوانی وجود تو نشونما پا تا جاتا ہے، لیکن روحانی وجود کی موت واقع ہونے سے روحانی ترقی کا سفر رک جاتا ہے۔

<u>سکون کا نسخہ:</u> اغراض و شھوات کی شدت کے پٹے سے آزادی ملنے سے، نفس کی غلامی سے نجات مل جاتی ہے، روح کی آبیاری ہوتی ہے، ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جو خدمت خلق، اللہ کی یاد ،اسکے قرب اور اس پر توکل کا موجب بن کر سکون قلب کی بہاریں لاتا ہے، جو کہ ملائکہ سے بڑا رتبہ ہے۔ آئیں ان عارضی مزوں کی بجائے دائمی مزوں کا فیصلہ کر کے مرغوباتِ نفس کو قابو کرتے ہوئے ان چند روزہ عارضی ایام کو آخرت کے تابع کر کے دنیا اور آخرت کا سکون حاصل کر لیں۔

<u>اصل تباہی:</u> صبر کا دامن تھامتے ہوئے، خواہشات کو قابو کر لینا تو عافیت کی راہ ہے لیکن **'خواہش کی شدت اور حرص و لالچ'** اصل تباہی کی جڑ ہے جو حلال و حرام کی تمیز کو ختم کرتے ہوئے معصیت کی دلدل میں پھنساتی ہے۔ جو شھوات کا رسیا بن گیا، گویا اس نے اپنے نفس کو اپنا معبود بنا لیا:

﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰاهُ﴾. (جاثیہ: آیت:23)

''کیا تو نے دیکھا وہ شخص جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے۔''

یعنی شھوات نفس کو لگام نہ ڈالنا، حرص و لالچ سے نہ بچنا، شدت خواہش کی لپیٹ میں آ کر خواہشات کا رسیا بن جانا......... ایسے ہی ہے جیسے اپنے نفس کی عبادت کرنا ہے۔

<u>فیصلہ کن:</u> شھوات نفس کے حوالے سے پروردگار نے ہلاکت و نجات کی پہچان کیلئے فرمایا:

﴿ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى۝﴾

(النازعات: آیت:37-39)

''جس شخص نے سرکشی کی ہوگی اور ترجیح دی ہوگی دنیوی زندگی کو (آخرت پر) تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہوگا۔''

یعنی جس نے ہمیشہ کی زندگی کو فراموش کرتے ہوئے، صرف نفس کے تقاضوں کو پورا کرنا زندگی کا مقصد بنالیا اور حلال حرام کی تمیز نہ کی، اسکا نتیجہ دوزخ کے علاوہ کوئی اور نہ نکلے گا۔اسکے برعکس جس خوش نصیب نے اپنی شہوات کے منہ زور گھوڑے کو لگام ڈال لی وہ کامیاب ہوگیا:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى o فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰىo﴾ (النازعات:40-41)

''اور جو اپنے رب کے حضور پیشی سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات کی پیروی سے روکا، تو بلاشبہ اسکا ٹھکانہ جنت ہی ہے''

اللہ کے خوف سے مرغوبات نفس کو لگام ڈلتی ہے، اور شہوات نفس کو لگام ڈلنے سے جنت کی راہ ہموار ہوجاتی ہے۔ اسکے برعکس، جسے اللہ کا خوف نہ رہا، اسکی شہوات اس پر حاوی ہوجائیں گی۔ جس کا نتیجہ جنت کی بجائے، دوزخ ہوگا۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

شہواتِ حرص وہوس کے پھندے سے آزادی......؟

اب اصل سوال یہی ہے کہ حرص وہوس سے بچنا، شہوات نفس کے پھندے کو قابو کر کے آزادی حاصل کرنا کیسے ممکن ہے؟ چونکہ شہوات کا جکڑاؤ انسان کی عظیم ترین آفت ہے، اسلئے اس سے نجات اتنی آسان نہیں۔ اسکے لئے بہت کاوش کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اس پھندے سے آزادی کیلئے، درج ذیل تدابیر پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوا جائے:

سب سے موثر ہتھیار

(ا)۔ حقیقی مقصدِ حیات کا ذہن نشین رہنا: اپنے زندہ رہنے کا مجازی مقصد ذہن سے نکال کر حقیقی مقصد حیات کو ہر وقت ذہن نشین رکھیں یعنی:

ا۔عبادت، ۲۔ذمہ داریاں نبھانا، ۳۔حق کفالت کو پورا کرنا، ۴۔خدمت خلق اور ۵۔ نبیوں والا سب سے بڑا کام: رہنمائی کرنا، اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا......

جب کامیابی کا معیار، مذکورہ حقیقی مقصدِ حیات ہر وقت ذہن میں تر و تازہ رہے گا تو خواہشات دم توڑ جائیں گی۔خواہشات کی حرص وشدت کے پٹے سے آزادی نصیب ہو کر زندگی پرسکون ہو جائے گی۔

(۲)۔ رضائے الٰہی پر راضی رہنا: شہوات کے پٹے سے آزادی کا دوسرا بڑا نسخہ: دنیوی نعمتوں کے ''عارضی پن'' کے تصور کے ساتھ ساتھ ''خالق کی رضا'' کوملحوظ رکھنا ہے۔یعنی اس بات کوملحوظ رکھنا کہ:

(i)۔جب خالق حرص وہوس سے بچنے اور قناعت اختیار کرنے کو پسند کرتا ہے،تو پھر میں جو کچھ مجھے ملا ہے کیوں نہ اس پر قناعت اختیار کروں اور حرص وہوس اور لالچ سے بچوں......؟ وہ خالق جس نے مجھے میرے وجود سمیت دنیا کی تمام نعمتیں دیں.........اسکی خاطر تو جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہئے۔تو کیا میں اسکی خاطر اپنی حقیرسی خواہشات کو لگام ڈالتے ہوئے حرص و لالچ سے چھٹکارہ کیوں نہیں پاسکتا.......؟

(ii)۔تقدیر پر راضی رہنا۔یعنی جائز اسباب کے تحت کوشش کے بعد جو میرے لئے بہتر تھا اللہ نے مجھے دے دیا،اگر میرے لئے اس سے مزید کچھ بہتر ہوگا تو وہ مجھے ضرور دے دے گا، جو مجھے نہیں مل رہا میں وہ میرے لئے بہتر نہیں ہوگا۔جیسا کہ حدیث میں بھی یہ رہنمائی دی گئی ہے کہ:

''جو چیز تمہیں مل گئی ہے وہ تمہارے علاوہ کہیں اور نہیں جاسکتی تھی اور جو چیز تمہیں نہیں ملی وہ تمہیں ملنے والی نہیں تھی''۔(طبرانی:250/6،مجمع الزوائد:198/7)

پھر مزید یہ کہ: یہاں کی کمیوں کا بہترین بدلہ پروردگار اگلے جہان میں دے دیں گے......لہٰذا رضائے الٰہی پر راضی رہ کر شدتِ خواہش سے آزادی نصیب ہوسکتی ہے۔

چنانچہ اس تصور کے پختہ ہوتے ہی ان شاء اللہ شہواتِ حرص وہوس کے پھندے سے چھٹکارہ نصیب ہو جائے گا۔

(۳)۔ موت کی یاد، دنیا کی بے اثباتی اور ابدی لافانی عیش: ہر وقت اس حقیقت کو نہ بھولنا کہ میں

جتنا بھی جی لوں، ایک نہ ایک دن تو میں نے بالآخر فوت ہو ہی جانا ہے۔ یہ عارضی لذات بالآخر مجھ سے چھن ہی جانی ہیں اور خالی ہاتھ مجھے دفنا دیا جانا ہے...... اس حقیقت کی یاددہانی مرغوباتِ نفس کے قابو کیلئے مرہم بن جاتی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''لذات کو کاٹنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔'' (جامع ترمذی: رقم: 2307)

دنیا کی بے اثباتی کی تو یہ حالت ہے کہ دنیا کا عیش بھی رنج واضطراب اور دردِسر سے خالی نہیں۔ دنیا کی حقیقت سے آگاہ ہونے والا کیونکر ہمیشہ کے اخروی مزوں کو داؤ پر لگاتے ہوئے ان عارضی اور حقیر لذات کا اسیر بنے گا...! دنیاوی زندگی کی ہر شے کے مٹ جانے، اسکے عارضی وفانی ہونے کا پختہ تصور اور آخرت کا لافانی عیش دنیاوی محرومیوں کیلئے مرہم اور مرغوباتِ نفس کو قابو کرنے کا موجب بن جاتا ہے۔ وہ دنیا جس کیلئے انسان مرتا ہے، اسکی حقیقت کے متعلق پروردگار نے فرمایا:

﴿ وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ (عنکبوت: 29:64)

''اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور یقیناً آخرت کا گھر ہی حقیقی زندگانی ہے، کاش تم جان جاتے۔''

کھیل اور تماشا تو بہت تھوڑے وقت کیلئے منعقد ہوتا ہے، دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس زندگی نے بھی تماشے کی طرح بہت جلد ختم ہو جانا ہے اور پھر آخرت کی ابدی زندگی شروع ہونی ہے۔ آیت کریمہ کا آخری حصہ کاش تم جان جاتے! یہ اصل بات ہے کہ اس حقیقت کو مرنے سے پہلے جلد از جلد اسی زندگی میں جاننا ہی اصل عقلمندی ہے۔

ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے میرے جسم کے کسی حصے کو پکڑ کر فرمایا:

((کن فی الدنیا کانک غریب، او عابر سبیل، وعد نفسک فی اھل القبور)) (بخاری، الرقاق، رقم: 6416: مسلم)

''دنیا میں ایسے رہو گویا تم ایک پردیسی یا راہ گیر ہو اور اپنے آپ کو اہل قبور

(مُردوں) میں شمار کرو۔"

یعنی موت کو بہت قریب سے دیکھو، سمجھو کہ میں گیا ہی گیا............ ایسا عظیم تصور انسان کو یقیناً عظیم بنا دیتا ہے۔

شہوات نفس کے قابو کیلئے، نبی رحمت ﷺ کے درج ذیل فرامین پر بھی غور فرمائیں:

☆ "اگر دنیا کی وقعت اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔" (ترمذی، الزھد، رقم:2320)

☆ "اس امت کی اول اصلاح (آخرت کا) یقین اور دنیا سے بے رغبتی ہے، جبکہ اسکا اول فساد بُخل اور لمبی آرزوئیں ہیں۔" (بیہقی فی شعب الایمان، رقم:10844)

دنیا کی خوشحالی اور پریشانی کو ذرا آخرت کے تناظر میں ملاحظہ فرمائیں:

☆ بروز قیامت جہنمیوں میں سے ایک ایسے شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال رہا ہوگا، اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی بھلائی (راحت) دیکھی؟ کیا تجھ پر (کبھی) خوشحالی کا گزر ہوا؟ وہ کہے گا نہیں، اللہ کی قسم اے میرے رب۔ اور جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھی اور مصیبت زدہ تھا، اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی سختی اور تنگی دیکھی؟ کیا تیرے ساتھ کبھی سختی کا گزر ہوا، وہ کہے گا نہیں اللہ کی قسم، میرے ساتھ کبھی سختی کا گزر نہیں ہوا، نہ میں نے کبھی سختی اور تکلیف دیکھی۔" (مسلم، صفات المنافقین، رقم:2807)

☆ "قیامت والے دن سب سے ہلکے عذاب والا وہ آدمی ہوگا جس کے پاؤں کے تلوؤں میں دو انگارے رکھے جائیں گے جن سے اسکا دماغ کھولے گا۔ وہ خیال کرے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب والا کوئی نہیں، حالانکہ وہ ان جہنمیوں میں سب سے زیادہ ہلکے عذاب والا ہوگا۔" (بخاری الرقاق:6561، مسلم، الایمان:213)

ہم سے تو سخت گرمی بھی برداشت نہیں ہوتی تو وہاں کیا بنے گا؟ آخر کیوں ہماری آنکھیں کیوں بند ہیں اس حقیقت کو جاننے سے.......؟

(۴)۔شہوات کی اصل غایت کو جاننا: اگلہ بڑا نسخہ شہوات ولذات کی اصل غایت کو جاننا ہے۔جنت میں تو شہوات محض لذت وتسکین کیلئے ہیں،لیکن یہاں محض لذات وتسکین اصل مقصد نہیں بلکہ لذت وتسکین تو اصل غایت کو پورا کرنے کی وجہ سے رکھی گئی ہے۔یہاں ان شہوات کا ایک مقصد تو امتحان ہے،جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَالِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا٥﴾

(الروم:30: آیت۔7)

''روئے زمین پر جو کچھ ہے اسے زمین کی زینت کا باعث بنایا،تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔''

دوسری غایت ہمارے وجود کی بقاہے۔یعنی کھائے پیئے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا،اسلئے کھانے میں لذت رکھ دی تاکہ لوگ امتحان کے لئے زندہ رہیں،مر نہ جائیں۔جنسی جذبہ کی اصل غایت بقائے نسل انسانی ہے۔اگر یہ شدید جذبہ نہ رکھا جاتا تو کون خاندانی ذمہ داری کے بوجھ تلے آنے کی مشکل جھیلتا ؟........اسی طرح دیگر شہوات کا معاملہ ہے۔چنانچہ ان حقائق کو جاننے اور انہیں تروتازہ رکھنے سے خواہشات کا جادو دم توڑ جاتا ہے۔

اسکے بعد

مذکورہ علاج تو انشاء اللہ کافی ہے،لیکن اسکے علاوہ تین مزید موثر نسخے ہیں:

(۱)۔مقصد اور ضرورت، (۲)۔تقدیر وتفویض، (۳)۔اپنی ذات سے باہر نکل کر دوسروں کے فائدے کیلئے سوچنا۔

(۱)۔مقصد اور ضرورت: ہماری زندگی میں کچھ چیزیں مقاصد اور کچھ چیزیں ضروریات کے زمرے میں آتی ہیں۔ضروریات کی بھی اہمیت ہے،لیکن جو چیز مقصد ہو اسکی اہمیت ضرورت سے بہت زیادہ

ہوتی ہے۔لہٰذااس بات کواچھی طرح سمجھنے سے کہ کون سی چیزیں مقصد ہیں اورکون سی ضرورت؟اس بات کاتعین کرنے اوراچھی طرح ذہن نشین رکھنے سے،خواہش نفس پر قابو کی توفیق نصیب ہوجاتی ہے۔زندگی بہت آسان ہوجاتی ہے۔رب کی رحمت اور سکون کی بہاریں نصیب ہو جاتی ہیں۔اخروی فلاح یقینی ہوجاتی ہے۔اوراسکاتعین نہ کرنے اورذہن نشین نہ رکھنے سے دنیا کاسکون بھی برباد ہوجاتا ہے اور آخرت بھی۔لہٰذا جلد از جلد اس اہم ترین کام کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔بات کوسمجھنے کیلئے، پروردگار کے ارشاد پرغور فرائیں:

☆ ﴿ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ﴾ (الملک:67:1-2)

’’وہ ہستی جس نے موت وحیات کا سلسلہ جاری کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے اعمال کرتا ہے۔‘‘

☆ ﴿کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ؕ وَ نَبۡلُوۡکُمۡ بِالشَّرِّ وَ الۡخَیۡرِ فِتۡنَۃً ؕ وَ اِلَیۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ۝﴾

(الانبیاء:21:35)

’’ہر جان موت کا مزا چکھنے والی ہے اور ڈالتے ہیں ہم تمہیں بُرے اور اچھے حالات میں آزمائش کیلئے اور ہماری ہی طرف تمہیں لوٹ کرآنا ہے۔‘‘

یہ ایک آیت اگر ہمارے من میں بیٹھ جائے تو سب خواہشات دم توڑ جائیں،ساری پریشانیاں دور ہوجائیں۔یعنی اچھےاور بُرے مختلف حالات کے تحت ہماری آزمائش کی جارہی ہے کہ ہم اچھےاور بُرے حالات میں ایمان پرقائم رہ کرزندگی بسر کرتے ہیں یانہیں؟اچھے حالات میں اپنے آپ سے باہر ہونے سے بچنا،شکر بجالانا جبکہ بُرے حالات میں صبر پر قائم رہنا اصل امتحان ہے۔

☆ ایک اورجگہ بڑے واضح انداز میں پروردگار نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ﴾ (الذاریٰت:51:آیت:56)

''اور نہیں ہے جنوں اور انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد سوائے اسکے (کوئی اور) کہ وہ میری بندگی کریں''۔

ان آیات کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں انسان کے آنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ کی بندگی، اللہ کے حکم کی پاسداری کرنا ہے۔اس تناظر میں اگر ضرورت اور مقصد کا تعین کیا جائے تو اسکا خلاصہ کچھ یوں بنتا ہے:

نمبر شمار	دنیوی امور	مقصد ضرورت
۱	عبادت و بندگی	مقصد
۲	اللہ کے حکم کی پاسداری	مقصد
۳	گھر کا حصول (رہن سہن)	ضرورت
۴	کھانا پینا	ضرورت
۵	بنیادی لذات	ضرورت
۶	ثمرات	ضرورت
۷	نوکری، کاروبار	ضرورت
۸	سواری (سائیکل، موٹر سائیکل، کار)	ضرورت
۹	صحت و تندرستی	ضرورت
۱۰	نکاح	مقصد
۱۱	نکاح کے ذریعے جائز شہوت	ضرورت
۱۲	بچوں کا حصول	مقصد
۱۳	دیگر ضروریات زندگی	ضرورت
۱۴	ضروری دینی تعلیم	مقصد
۱۵	دنیوی تعلیم، ڈگریاں	ضرورت

6	عدل وانصاف/انسانی ہمدردی/حسن سلوک	مقصد
7	قرابت داری/رشتوں کا لحاظ	مقصد

مقصد کو مقصد کے مطابق اہمیت دینے اور ضرورت کو ضرورت کے مطابق اہمیت دینے سے ان شاء اللہ شہوات کے پھندے پر قابو اور آزادی ضرور نصیب ہو جائے گی۔

(۲)۔ تقدیر و تفویض: تقدیر یہ نہیں کہ بغیر سوچ سمجھے کود پڑنا، بلکہ عقل وشعور کے ساتھ اسباب ووسائل کے استعمال کے بعد جو نتیجہ بھی نکل آئے وہ تقدیر ہوتی ہے۔ جیسا کہ پیچھے بھی بیان کیا گیا کہ تقدیر پر ایمان رکھنے اور اپنے معاملات تفویض (اللہ کی سپرد) کرنے اور اس کی رضا پر راضی رہنے سے سکون حاصل ہو جاتا ہے۔ شہوات کے پھندے سے بہت حد تک آزادی نصیب ہو جاتی ہے:

﴿ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِo﴾ (المومن:40: آیت:44)

''میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یقیناً اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔''

انسان کی پریشانی کی بڑی وجہ ایک یہ بھی ہوتی ہے کہ، انسان سوچتا رہتا ہے اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ہو جاتا۔ ایسے نہ کرتا تو ایسے نہ ہوتا............ جبکہ کسی کام کیلئے کوشش اور اللہ سے دعا کے بعد نتیجے کو اللہ پر چھوڑنے کا کہا گیا ہے:

''اگر تمھیں کوئی مصیبت آئے تو یہ نہ کہو اگر میں ایسا، ایسا کر لیتا (تو یوں نہ ہوتا) بلکہ یہ کہو، یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ تقدیر تھی۔ اس نے جیسا چاہا کیا کیونکہ 'اگر' شیطان کے عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔'' (مسلم، کتاب القدر، باب الایمان بالقدر والاذعان لہ)

پس اس حقیقت کو ہر وقت ملحوظ رکھنا کہ جو میرے خالق نے مجھے دیا ہے، اس دنیا میں میرے لئے یہی بہتر ہے۔ اگر کچھ اور بہتر ہوگا تو وہ مجھے دے دے گا۔ لہٰذا مجھے حرص ولالچ سے ہر ممکن بچنا ہے۔ ان

شاءاللہ اس تصور کے بیٹھتے ہی مرغوباتِ نفس قابو میں آجائیں گے۔

(۳)۔ اپنی ذات سے باہر نکل کر دوسروں کے فائدے کیلئے سوچنا: جو لوگ اپنے وجود کے تقاضوں اور اپنی ذات سے باہر نکل کر دوسروں کو خوشیاں بانٹتے ہیں۔انہیں لوگوں کی دعائیں ملتی ہیں، ان پر اللہ کی رحمت سایہ فگن ہو جاتی ہے۔فرشتے انکے موئید بن جاتے ہیں۔آئیں سکون قلب کی بہاریں اور شہوات کے پھندے پر قابو کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

دیگر نسخے

اسکے علاوہ دیگر نسخے جنہیں ملحوظ رکھنے سے شہواتِ نفس کو لگام ڈل کر عافیت والی زندگی نصیب ہو سکتی ہے، درج ذیل ہیں:

(۱)۔اپنی حقیقت یعنی جسم نفس اور روح اور انکے تقاضوں کی پہچان حاصل کرنا، جو کہ اس تحریر کے آغاز میں واضح کی گئی ہے، (۲)۔شہوات کی حقیقت پر علمی آگاہی، (۳)۔حرص ولالچ سے بچنا اور صبر و قناعت اختیار کرنا، (۴)۔جائز وحلال سے خواہش کا حصول، (۵)۔گناہ سے فاصلہ پر رہنا، (۶)۔اوران سب چیزوں پر استقامت کیلئے اچھی صحبت اور دعا کا اہتمام۔

ان چیزوں کی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے:

(۱)۔ جسم، نفس اور روح کی حقیقت کو جاننا: اپنی حقیقت یعنی جسم نفس اور روح اور انکے تقاضوں کی پہچان حاصل کرنا۔خواہش کیا ہے، کیسے پیدا ہوتی ہے؟ اسکی حقیقت کو سمجھنا، جو کہ اس تحریر کے آغاز میں واضح کی گئی ہے۔جسم کے تقاضوں (یعنی شہوت، لباس، غذا، ثمرات، بنگلے، گاڑیاں....) کے ساتھ ساتھ روح کی غذا (اللہ کی یاد، قرآن فہمی، اچھی صحبت، دین کی پاسداری) کی بھی بھرپور فکر کرنا۔جس نے روح کی فکر نہ کی وہ مارا گیا۔

(۲)۔ قرآن وسنت سے علمی آگاہی: شہوات کے متعلق قرآن وسنت کے احکامات، اسکی حقیقت سمیت اسکے دیگر اہم پہلوؤں کو جاننا جسکی کاوش الحمدللہ اس تحریر میں بھی کی گئی ہے۔

(۳)۔ حرص و لالچ سے بچنا اور صبر و قناعت اختیار کرنا: حرص و ہوس سے بچتے ہوئے شہوات کو حلال و حرام کی تمیز اور صبر و قناعت کی لگام ڈالنا تمام اچھائیوں کی بنیاد جبکہ حرص و لالچ اور بے صبری تمام برائیوں کی بنیاد ہے۔ صبر اختیار کرنا خالق کی نظر میں کتنا عظیم کام ہے، ملاحظہ کیجئے:

☆ ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ o﴾. (الشوریٰ:42:آیت:43)

''اور جو صبر اختیار کرے اور معاف کر دے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔''

☆ ﴿سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ o﴾ (الرعد:13:آیت:24)

''(فرشتے کہیں گے) تم پر سلامتی ہو تمھارے صبر کی وجہ سے، تو عاقبت کا گھر کیا ہی خوب گھر ہے۔''

☆ ﴿اِنِّی جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْآ اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ o﴾. ''آج میں نے ان کو انکے صبر کا بدلہ دے دیا کہ وہ یقیناً اپنی مراد کو پہنچ گئے۔'' (المومنون:23:آیت:111)

☆ ﴿اُوْلٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْھَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا o﴾

(الفرقان:25:آیت:75)

''یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے صبر کے بدلے میں انہیں اونچے اونچے محل دیے جائیں گے اور وہاں فرشتے دعا و سلام کے ساتھ ان سے ملاقات کریں گے۔''

☆ ﴿وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَo﴾. (التغابن:16)

''اور جو بچا لیا گیا نفس کے شُحّ (بخل اور حرص) سے تو وہی فلاح پانے والا ہے''

نفس کا شُحّ، دنیوی بخل اور حرص پیدا کرتا ہے، جس سے اللہ کیلئے قربانی کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے، جو کہ اخروی خسارہ کا باعث ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

دنیا کی ہوس دل سے ہمدردی ختم کر دیتی ہے۔ جو انسان کو حیوان بنا کر حلال حرام کی تمیز ختم کر دیتی ہے۔
اس ضمن میں نبی رحمت ﷺ کے عظیم فرامین بھی ملاحظہ فرمالیں:

☆ ''وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اسلام قبول کرلیااور اسے بقدر کفایت (برابر سر برابر) روزی دی گئی ،اور اللہ نے اُسے اپنے دیئے ہوئے پر قانع بنا دیا۔''(مسلم، الزکوٰۃ، رقم:1054)

انسان کے سکون کا یہ نسخہ نہیں کہ زیادہ سے زیادہ حرص میں مبتلا ہوجائے ، بلکہ خوش نصیب وہ ہے جسے بقدر کفایت نعمتوں کے ساتھ صبر وقناعت اور استغنا کی دولت نصیب ہوگئی۔کیونکہ زیادہ سے زیادہ کی حرص کی کوئی حد نہیں۔جس قدر زیادہ ملتا جائے گا،شہوات کی حرص اس سے کئی گنا زیادہ بڑھتی جائے گی۔جسکا نتیجہ وقت، مال، صلاحیتوں...... کی کھپت اور بے سکونی کے سوا کچھ نہیں۔

☆ ''رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھاتے تو صف میں کھڑے بعض لوگ بھوک کی شدت سے گر پڑتے ،اور یہ اصحاب صفہ تھے،حتیٰ کہ اعراب کہتے یہ دیوانے ہیں۔چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوکر ان کی طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے: اگر تمھیں اس اجر کا علم ہوجائے جو تمھارے لئے اللہ کے پاس ہے تو تم اس بات کو پسند کرو کہ تم اس سے بھی زیادہ حاجت اور فاقے میں مبتلا رہو۔''(ترمذی،الزھد،رقم:2368:سندہ صحیح)

☆ ''تونگری ساز وسامان کی کثرت کا نام نہیں، بلکہ اصل تونگری نفس کی تونگری ہے۔''

(بخاری،الرقاق،رقم:6446:مسلم)

یعنی بغیر ضرورت زیادتی کی حرص نہ رکھے، دوسروں کے مال و دولت کو للچائی نظروں سے نہ دیکھے، دوسروں سے بے نیاز رہ کر جواللہ نے دیااسی میں گزارہ کرے۔

نوٹ: مال دولت کی کثرت کی قباحت صرف اسی صورت میں ہے جب وہ صرف ذاتیات تک محدود ہوجائے۔لیکن اگر اللہ نے مال دیا ہو اور وہ کارخیر: اپنی اور فیملی کی جائز ضروریات، تعلیم، حج وعمرہ، انسانی فلاح، دینی ضروریات، دین کی اشاعت...... کیلئے استعمال ہو تو وہ نور علی نور ہے۔

☆ صبر کیسے نصیب ہو؟، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو صبر کا دامن پکڑتا ہے، اللہ اسے صبر کی توفیق دے دیتا ہے۔'' (بخاری، الزکاۃ، رقم:1469، مسلم)

یعنی جو صبر پر آنے کا فیصلہ کرتا ہے، مرغوبات نفس کو لگام ڈالتے ہوئے صبر اور لذات سے بے نیازی اختیار کرتا، اللہ اسے صبر بھی عطا فرما دیتا ہے اور شہوت کے پٹے سے آزاد اور بے نیاز بھی کر دیتا ہے۔

یاد رکھیں! خالق کیلئے کی گئی وہ چیزیں جو انسان کیلئے بروز قیامت قابل فخر ہوں گی ان میں سرفہرست یقیناً 'صبر' بھی ہوگا۔ اسلئے شہوات کی شدت کو صبر کی لگام سے قابو کر کے خالق کے روبرو قابل فخر ہو جائیں۔

(۴)۔ <u>جائز و حلال سے خواہش کا حصول:</u> جہاں تک ضروریات کا معاملہ ہے، خواہش پوری نہ ہونے کی بجائے اگر جائز و حلال طریقے سے پوری ہو جائے اور انسان اس پر قناعت اختیار کر لے (جو کہ بہت مشکل کام ہے) تو یہ اطمینان و عافیت کا باعث بن جاتی ہے۔ لیکن اگر صبر و قناعت نصیب نہ ہو تو پھر ایک خواہش کی تکمیل سے دس نئی امنگیں جنم لیتی ہیں اور پھر یہ سلسلہ رکتا نہیں .... بالآخر انسان پھندے میں جکڑا جاتا ہے۔ اغراض کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے، اگر یہ پوری نہ ہوں تو انسان ڈپریشن بن جاتا ہے۔ اور اگر پوری ہو جائیں تو آخرت کے حوالے سے انسان ٹھنڈا ہو جاتا ہے، کچھ کرنے کی تڑپ اس کے اندر سے ختم ہو جاتی ہے۔ اشفاق احمدؒ نے اس ضمن اہم حقیقت واضح کی ہے:

> ''زندگی کا مقصد ذمہ داری ہے اور سب سے بڑی ذمہ داری ہے اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہے .... عام طور پر آدمی کے دل میں اگر کوئی 'چور' نہ ہو تو منزل بڑی آسان ہو جاتی ہے۔ امیر آدمی اگر تہیہ کر لے تو بڑے دربار میں وہ بڑے کم وقت میں پہنچ جاتا ہے .... غریب آدمی کے دل کے کسی کونے کھدرے میں، دولت کی محبت، آسائش کی محبت، روشن مستقبل کی خواہش ...... چھپی ہوتی ہے۔ وہ اس پر غلاف چڑھا دیتا ہے، یہ چور نکلتا نہیں، بھیس بدل کر دل میں کہیں چھپ جاتا ہے، اسی لئے غریب آدمی

ڈبہ پیر بن کر بیٹھ جاتا ہے،آگے بڑھ نہیں سکتا۔اصل بات دل سے آرزو نکالنے کی ہے۔امیر آدمی کا دل پُر ہو چکا ہوتا ہے۔غریب آدمی کے دل میں ہوس ہوتی ہے حاصل کرنے کی، وہ خواہشوں کے بُت آستینوں میں چھپا کر رکھتا ہے..........اپنے دل کے اندر جھاڑو پھیر کر دیکھو اس میں کہاں کہاں گند پڑا ہوا ہے....... عورت مرد کو کہیں نہیں پہنچنے دیتی (یعنی حریص عورت)......'' (اشفاق احمد، من چلے کا سودا)

لیکن غریب آدمی اگر قناعت اختیار کر لے (جو کہ بہت مشکل کام ہے) تو وہ امیر آدمی سے بھی آگے نکل سکتا ہے۔کیونکہ محرومیاں سرمایہ (Asset) ہوتی ہیں۔محروم اگر قناعت اختیار کر لے تو وہ صبر کے مقام پر ہوتا ہے جو کہ بہت بڑا مقام ہے۔یہ رب کے ساتھ کاروبار (Invesment) جس کا بے انتہاء صلہ ملنا ہے۔

(۵)۔مرغوبات سے فاصلہ پر رہنا: آگ سے بچنے کیلئے آگ سے دور رہنا ضروری ہے۔لہٰذا مرغوبات نفس (بالخصوص شہوت نساء) سے بچنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ تمام راستے اور رخنے جو اس طرف مائل کرنے کا سبب بن سکتے ہیں، ان کو بند کر دیا جائے، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ﴾۔

'اور فحاشی کے قریب بھی نہ پھٹکو خواہ وہ علانیہ ہو یا پوشیدہ'' (الانعام:151)

یعنی وہ محرکات جو بدکاری کی طرف مائل کر سکتے ہیں جیسے: مرد عورت کا اختلاط، بلا تکلف گفتگو، نظروں کو نیچا نہ رکھنا.......ان سے بچا جائے۔فاصلہ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی گناہ میں ملوث ہونے کا امکان بھی کم ہوگا۔اگر آپ واقعتاً بچنا چاہتے ہیں، تو پھر مرغوبات سے بہت فاصلہ رہیں ورنہ آگ سے بچ نہ پائیں گے۔

(۶)۔اچھی صحبت اور دعا کا اہتمام: مرغوباتِ نفس کو قابو کرنا، برائیوں سے بچنا اور نیکیوں پر قائم رہنا ،اس وقت تک ممکن نہیں جب تک بُری صحبت سے سخت اجتناب اور اچھی صحبت: (ا)۔اچھے لوگ

جو اہل توحید، اہل رسالت اور اہل آخرت ہوں، (۲)۔اچھی کتابیں: بالخصوص قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھتے رہنا، (۳)۔اچھی جگہیں: مساجد، تنہائی کے مقامات، عبرت کیلئے قبرستان، ہسپتال وغیرہ۔ اچھی صحبت پر کاربند رہنے کی تلقین یوں کی گئی:

﴿ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ o﴾ (الکہف:18: آیت:28)

''روکے رکھ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ، جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام، وہ اسکی رضا کے طالب ہیں۔''

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا o يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا o لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا o﴾ (الفرقان:25:27-29)

''اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا کہ، اے کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے شامت میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس نے مجھ کو نصیحت کے میرے پاس آجانے کے بعد بہکا دیا۔ اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔''

بُرے علاقے اور ماحول کی وجہ سے بُرائی پر کاربند رہنے والوں کی جان کُنی کے وقت، فرشتے بُرے ماحول سے بچنے کی یاد دہانی یوں کرائیں گے:

''یقیناً جب فرشتے قبض کرتے ہیں روحیں ان لوگوں کی جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے، تو (فرشتے) ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے (یعنی گناہ میں ملوث کیوں ہوئے ؟)۔ وہ کہتے ہیں ہم ملک میں عاجز و ناتوں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ پس اب تمھارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ راستہ

جانتے ہیں۔قریب ہے کہ اللہ ایسوں کو معاف کر دے اور اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔'' (النساء:4:97-99)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''نیک ساتھی کی اور بُرے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے کستوری اٹھانے والا اور آگ کی بھٹی دھونکنے والا ہو۔چنانچہ کستوری اٹھانے والا یا تو تجھے (کستوری) عطیہ دے دے گا یا ،خود اس سے خرید لے گا، یا یہ کہ تو اس سے پاکیزہ خوشبو پالے گا۔اور بھٹی دھونکنے والا، یا تو تیرے کپڑے جلا دے گا، یا تو اس سے بدبو پائے گا۔''

(بخاری الذبائح، رقم:5534)

''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، چنانچہ تم میں سے ہر ایک یہ دیکھے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔'' (ابی داؤد، الادب، 4833)

یعنی جیسا آدمی ہوگا ویسے ہی اسکے دوست ہوں گے۔اگر اچھا آدمی بھی بُرے دوستوں کی سنگت میں رہے گا، تو امکان ہے کہ بالآخر وہ بھی بُرا ہو جائے گا۔

پس ثابت ہو گیا کہ شہوات کے پھندے سے آزادی کیلئے بُرے ماحول سے اجتناب اور اچھے ماحول کو اپنانا انتہائی ناگزیر ہے۔

<u>دعا کا سہارہ:</u> کوئی بھی خیر اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک اللہ کی مدد شامل حال نہ ہو جائے۔لہٰذا شہوات کے قابو کیلئے زندگی بھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا بھی بہت ضروری ہے۔نبی کریم ﷺ نے درج ذیل خوبصورت الفاظ کے ذریعے نفس کی غلامی سے نجات کی دعا تعلیم فرمائی:

((الھم آت نفسی تقوٰھا، وزکھا، انت خیر من زکٰھا ....الھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع،ومن قلب لایخشع،ومن نفس لاتشبع....)) (مسلم، الذکر و دعا، رقم:6906)

''اے اللہ: میرے نفس کو اسکا تقویٰ عطا فرما، اور اسکا تزکیہ فرما اور تو بہترین تزکیہ

فرمانے والا ہے.........اے اللہ: میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں، ایسے علم سے جو نفع مند نہ ہو، ایسا دل جس میں خشیت نہ ہو اور ایسا نفس جو بھرتا نہ ہو......''

خواہشِ ناتمام

انسان کی سب سے بڑی غلطی ہی یہی ہے کہ اسے یہاں آنے کا مقصد ہی سمجھ نہیں آسکا۔ وہ دنیا کو آرزوؤں کی تکمیل کی جگہ سمجھتا ہے، جبکہ یہ ہے ہی دارلامتحان اور دارلآزمائش۔ اسلئے یہاں ساری آرزوئیں پوری ہو ہی نہیں ہوسکتیں۔ اس کام کے لئے آخرت بنائی گئی ہے۔ دنیا میں آرزوؤں کا افسانہ کبھی مکمل نہیں ہو پاتا، کبھی آغاز رہ جاتا ہے تو کبھی انجام۔ کبھی آرزو پوری نہ ہونے پر پریشانی، جب پوری ہو جائے تو لذت کا مانند پڑنا اور آگے کی خواہش اور پھر اسکے چھن جانے کا ڈر۔ پریشانیاں خوشیوں کے تعاقب میں ہی رہتی ہیں، انسان ابھی خوشیوں سے ٹھیک طرح سے لطف اندوز ہی نہیں ہوا ہوتا کہ پریشانیاں اور مصائب آ دستک دیتے ہیں۔ اگر سب کچھ مل بھی جائے تو چیزوں کی فراوانی سے انکی اہمیت ہی کم ہو جاتی ہے۔ اسلئے عقلمندی آخرت کو مقصد بنانا اور پہلی ترجیح پر لانا ہے نہ کہ دنیا کا رسیا بن جانا۔!

پیارے دوستو! اگر آپ دنیا میں سکون، آخرت میں اللہ کی رضا اور کامیابی چاہتے ہیں، تو آئیں اس مختصر سی زندگی میں شہواتِ نفس پر قابو کیلئے: جسم کی آبیاری کے ساتھ ساتھ روح کی آبیاری کی بھی فکر کرلیں، اللہ کی یاد دل میں بسالیں، اپنے آپ کو اللہ کے احکامات اور پیارے رسول ﷺ کی سنت کے تابع کرلیں۔ بصورت دیگر نہ تو دنیا میں سکون نصیب ہوسکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ آئیں دنیا کے چند سال اللہ کو دے کر ابدی لافانی راحتیں حاصل کرلیں۔ اللہ ہمیں یہ عظیم سعادت نصیب فرمائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ ہمیں نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگام ڈال کر عافیت والی دنیا اور اچھی آخرت عطا فرمائے۔ (آمین)

جلدی کریں!

ہماری زندگی اور موت کے مابین ایک غیر یقینی دیوار حائل ہے۔ ہر آن اندیشہ ہے کہ یہ دیوار ٹوٹ جائے اور آخرت کے حقائق ایک بے پناہ سیلاب کی طرح ہمارے اوپر پھٹ پڑیں۔ اُس وقت کوئی زور، کوئی ہوشیاری کام نہ آئے گی۔ انسان بالکل بے سہارہ ہو کر اپنے خالق کے سامنے کھڑا ہوگا ۔قرآنی احکامات سے دور، خودساختہ سوچ، فرقہ واریت اور مسلک پرستی کی بنا پر غلط عقائد وافعال پر گامزن، خواہشات کے رسیا، دنیا کی دلفریبیوں میں گم، آخرت سے غافل لوگ دائمی جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ صرف بچے گا وہ جس نے تعلیمات وحی کو من وعن سمجھا اور من وعن تسلیم کرلیا۔ اپنی سوچ، اپنے فرقے، گروہ، اپنے لیڈرز، اکابرین، امام، پیر اور بزرگ حضرات کو حقیقی معنوں میں اللہ اور اسکے پیارے رسول ﷺ کی تعلیمات کے تابع کرلیا۔ جس نے صبر کے ساتھ اپنی خواہشات کو قابو کرتے ہوئے، خالق کے سامنے پیش ہونے سے قبل دنیا کی زندگی میں اپنا حساب کرلیا ہوگا۔

اسلئے مکار ابلیس کے فریب سے بچیں اور جلد از جلد حقیقت تسلیم کر کے اپنی دنیا و آخرت کو بچالیں۔ جلدی کریں مہلت کا کچھ بھروسہ نہیں:

''اور (اَے لوگو !) پیروی کرو اُس بہترین شے (قرآنِ حکیم) کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اُتاری گئی ہے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں اطلاع بھی نہ ہو۔ (اَیسا نہ ہو کہ) پھر تم کہنے لگو کہ ہائے افسوس! اُس غفلت پر جو میں نے اللہ کے حق میں کوتاہی کی بلکہ میں تو مذاق اُڑانے والوں میں ہی رہا۔ یا کہنے لگے کہ اگر اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں شامل ہوجاتا۔ یا (قیامت کے دن) عذاب کو دیکھ کر کہنے لگے اَے کاش! کسی طرح مجھے (دنیا میں) دوبارہ بھیج دیا جائے تو میں بھی نیک لوگوں میں شامل ہوسکوں۔ (اللہ فرمائے گا:) ہاں ہاں! بے شک تیرے پاس میری آیات (قرآن) پہنچ چکی تھیں جنھیں تو نے جھٹلایا اور غرور وتکبر کیا اور تو اِنکار والوں میں ہی رہا۔'' (سورۃ الزمر، آیت: 59 - 55)

ہماری دعوت!

وہ مسلمان جنھیں اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا، موجودہ دور میں انکی حالت تشویشناک ہے۔ مسلمان جدا جدا گروہوں میں منقسم ہو چکے ہیں، علیحدہ علیحدہ مساجد اور مکاتب بن چکے ہیں، جو جس گھرانے میں پیدا ہوا یا جس ماحول میں پرورش ہوئی وہی اسکا دین و مذہب بن گیا۔ لوگ اپنے پسندیدہ مسلک اور فرقے کو صحیح جبکہ باقیوں کو غلط سمجھتے ہیں۔ باہمی نفرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہی ہوتا نظر آ رہا ہے۔ ان حالات میں ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ فرقوں سے بالاتر ہو کر سچائی کی بنیاد پر غلط اور صحیح کو واضح کیا جائے اس عزم کے ساتھ کہ:

☆ اللہ کے دین کو مسالک اور فرقوں پر ترجیح دی جائے۔

☆ جس مکتبِ فکر کی جتنی بات درست ہے اسے تسلیم کیا جائے اور غلط سے بچا جائے۔ صحیح بات جہاں سے بھی ملے اسے بلا چون و چراں تسلیم کیا جائے چاہے وہ ہماری اپنی فکر کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ باہمی غلط فہمیوں کو دور کر کے مسلمانوں کے مابین اتحاد و یکجہتی پیدا کی جائے۔

☆ شخصیات کا احترام کیا جائے لیکن اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو کائنات کے تمام لوگوں پر ترجیح دی جائے۔

رب کریم نے ہماری رہنمائی کے لیے فرمایا:

﴿وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا﴾ (آل عمران: 103)

ترجمہ: ''تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن مجید) کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو''

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا لَّسۡتَ مِنۡہُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمۡرُہُمۡ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ﴾ (سورۃ الانعام، آیت:159)

ترجمہ: ''بیشک جنہوں نے دین میں فرقے بنائے اور گروہوں میں بٹ گئے آپ (ﷺ) کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد، پھر وہ انکو بتلائے گا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغامِ حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

(Email: khidmat777@gmail.com)

ہماری اہم تحاریر

کتاب نمبر	ٹائٹل	کتاب نمبر	ٹائٹل
1	ہدایت: (ہدایت سے کیا مراد ہے اور ہدایت کسے نصیب ہوگی؟)	2	قرآن مجید کی حاکمیت: (احناف اور مالکیہ کے اُصولِ روایت کی روشنی میں عالمگیر غلط فہمی کا ازالہ)
3	امت مسلمہ کا اخلاقی زوال: (زوال کی بنیادی وجوہات اور نجات کا یقینی حل)	4	قرآن مجید سمجھ کر پڑھنا ضروری ہے؟
5	راہ فلاح کی پہلی بڑی گھاٹی: (دنیا پرستی اور نفس و شیطان کے حجابات پر حقائق)	6	رسالت کا حقیقی تصور: (راہِ فلاح کی دوسری گھاٹی: رسالت کے مقابلے میں آبا پرستی پر آگاہی)
7	توحید کا جامع تصور: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: شرک کے مقابلے میں توحید پر جامع رہنمائی)	8	عبادت کا معنی مفہوم: (تفہیم عبادت پر ایک اہم کتابچہ)
9	ظلم عظیم پر جامع رہنمائی: (راہِ فلاح کی تیسری گھاٹی: غلاظتِ شرک پر جامع رہنمائی)	10	امت اسلامیہ کا اتحاد: (اتحاد و یکجہتی اور فرقہ واریت کی نحوست پر انتہائی اہم تحریر)
11	پردہ: (پردہ کے ضمن میں مرد و عورت کیلئے قرآن و سنت کے احکامات)	12	اسلام کا قانونِ طلاق: (یک مجلسی تین طلاق کے ایک یا تین واقع ہونے پر اہم رہنمائی)
13	طاقتور ابلیسی دھوکے: (مکار ابلیس کی مزین کردہ انتہائی طاقتور چالوں سے آگاہی)	14	مجموعہ تحاریر: (مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر کا مجموعہ)
15	کائنات سے خالق کائنات تک: (وجود خالق کے حیرت انگیز دلائل)		

کتابچے (Booklets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم کتابوں کی بجائے کتابچوں کی شکل میں مختصر تحاریر

1	ایمان ایک زندہ حقیقت (انمول تحفہ)	2	زبان سے کلمہ کا اقرار اور نجات کی ضمانت؟
3	مقصدِ حیات	4	انسانیت کی عظیم ترین آفت (خواہشِ نفس)
5	بغیر سمجھے قرآن پڑھنے کی وجوہات؟	6	اوامر و نواہی کی لسٹ
7	تلاشِ رب (اللہ کے قُرب کا یقینی راستہ)	8	تلاشِ خالق (وجودِ خالق کے یقینی دلائل)
9	توحید (لا الٰہ الاّ اللہ)	10	رسالت (محمد الرسول اللہ)
11	حقوق العباد	12	پریشانیوں سے نجات کا حقیقی حل

پمفلٹ اور بروشرز

مختلف اہم موضوعات پر زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر: پمفلٹ اور بروشرز وغیرہ۔

استفادہ کیلئے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

﴿ آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں ﴾

انسان کے امتحان اور اسکی پرکھ کیلئے خالق نے دنیا کو مزین کیا ہے، انسان کے من میں دنیوی 'اغراض وشہوات' کا انتہائی شدید جذبہ رکھا ہے تاکہ دیکھا جائے کہ کون خواہشات پر قابو پاتے ہوئے، انہیں خالق کی ہدایات کے تابع کرتا اور کون 'مرغوبات نفس' کا اسیر بن کر اپنے پیدا کرنے والے کو بھول کر 'حرص ولالچ' کا شکار ہوتا ہے۔ 'مرغوبات نفس' انسان کو بے حد محبوب ہیں، عام طور پر انسان کی زندگی مرغوباتِ نفس کی اسیری میں ہی گزرتی ہے۔ اکثریت اسی کے شکنجے میں گرفتار ہو کر جائز وناجائز کا لحاظ رکھے بغیر اپنی دنیا وآخرت تاریک کر کے مقصد حیات سے کوسوں دور رہ کر یہاں سے رخصت ہو جاتی ہے۔ اس تحریر میں اس طاقتور پھندے کی حقیقت اور اس کے جادو سے نجات کے وہ تمام آلے اور حل بیان کر دیے گئے ہیں جو انشاءاللہ شہوات کی آہنی زنجیروں سے بازیابی کا موثر ذریعہ ثابت ہوں گے۔ خود بچیں اور دوسروں کو بچانے کی فکر کریں۔

(ہمارا عزم)

سچائی کی پیروی

www.khidmat-islam.com
khidmat777@gmail.com

Designed By: عبدالواسع 0307-4122161